

[1996] سپریم کورٹ ریوٹس 6.S.C.R

ازعدالت عظمیٰ

اڈیر ڈوٹا اینڈ کمپنی انڈیا پرائیویٹ لمیٹڈ

بنام

دی اپراپریٹ اتھارٹی، انکم ٹیکس دیپارٹمنٹ

25 ستمبر 1996

[کلدیپ سنگھ اور کے ٹی تھامس، جسٹسز]

انکم ٹیکس ایکٹ، 1961

باب XX-C، دفعہ UD 269 اور UE 269 (1)۔ مرکزی حکومت کی طرف سے فروخت کرنے پر رضامند غیر منقولہ جائیداد کی خریداری۔ مرکزی حکومت میں جائیداد کو رکاوٹوں سے پاک رکھنا۔ منعقد کیا جاتا ہے، اگر قرارداد میں جائیداد کو تمام رکاوٹوں یا کچھ رکاوٹوں سے پاک فروخت کرنے کا حکم دیا جاتا ہے، تو مرکزی حکومت میں ملکیت اس طرح کے خطرات سے پاک ہوگی۔

تمل ناڈو بلڈنگز (لیز اینڈ ریٹرن کنٹرول) ایکٹ، 1960: مرکزی حکومت سے تعلق رکھنے والی عمارت۔ چاہے وہ ایکٹ کے دائرہ کار سے خارج ہو۔ معاملہ فیصلے کے لیے عدالت عالیہ کو واپس بھیج دیا گیا۔

اپیل کنندہ کمپنی مدراس شہر میں واقع ایک عمارت میں کرایہ دار تھی۔ عمارت کے مالک نے عمارت فروخت کرنے کا قرارداد کیا۔ انکم ٹیکس، 1961 کے باب XX-C کے تحت مناسب اتھارٹی نے قرارداد کے بارے میں معلوم ہونے پر مرکزی حکومت کو حکم دیا کہ وہ مذکورہ عمارت کو اسی قیمت پر خریدے جیسا کہ قرارداد میں دکھایا گیا ہے، ایکٹ کے دفعہ UD 269 (1) کے مطابق۔ اپیل کنندہ کو بتایا گیا کہ یہ عمارت ایکٹ کی دفعہ UE 269 (1) کی وجہ سے مرکزی حکومت کے پاس ہے جو تمام رکاوٹوں سے پاک ہے، اور عمارت کا قبضہ حوالے کرنے کی ضرورت ہے۔

اپیل کنندہ نے اس بنیاد پر عدالت عالیہ کے سامنے ایک عرضی درخواست دائر کی کہ سی بی گوم کے معاملے میں فیصلے کے پیش نظر جس کے تحت دفعہ 269۔ یو ای کے ذیلی دفعہ (1) میں "تمام رکاوٹوں سے پاک" کا بیان محاورہ ختم کر دیا گیا تھا، اپیل کنندہ کے لیز ہولڈ کے حق کو متاثر کیے بغیر مرکزی حکومت کے پاس موجود عمارت کے صرف سابق مالک کا حق؛ اور یہ کہ عمارت میں اپیل کنندہ کا حق تمل ناڈو بلڈنگز (لیز اینڈ ریٹرن کنٹرول) ایکٹ، 1960 کے ذریعے محفوظ تھا۔ عدالت عالیہ نے عرضی درخواست کو یہ کہتے ہوئے خارج کر دیا کہ قرارداد تمام رکاوٹوں سے مفت فروخت کے لیے فراہم کیا گیا ہے۔ اور یہ کہ ٹی این ایکٹ توضیحات اپیل کنندہ کو کوئی تحفظ فراہم نہیں کرتی تھیں۔ پریشان ہو کر کمپنی نے موجودہ اپیل دائر کی۔

اپیل گزار کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ اگر چہ ٹی این ایکٹ نے سرکاری عمارت کو اس کے دائرہ کار سے خارج کر دیا ہے، لیکن اس طرح کا اخراج ریاستی حکومت کی ملکیت والی عمارتوں تک محدود تھا نہ کہ مرکزی حکومت کی ملکیت والی عمارتوں تک۔

اپیل کو نمٹاتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد 1-سی بی گوم میں اگرچہ آئینی بیچ نے آمدنی ٹیکس ایکٹ 1961 کی دفعہ 269-یو ای کی ذیلی دفعہ (1) میں "تمام رکاوٹوں سے پاک" کے الفاظ کو مسترد کر دیا ہے، لیکن اس نے اس فرق کو منظوری دے دی کہ اگر فروخت کے قرارداد میں اس شرط پر مشتمل ہے کہ جائیداد کو تمام رکاوٹوں یا کچھ رکاوٹوں سے آزاد فروخت کیا جائے گا تو مرکزی حکومت کو اس طرح کی رکاوٹوں سے پاک رکھا جائے گا۔ فوری صورت میں، سابقہ مالک کی طرف سے زیر بحث جائیداد کے حوالے سے فروخت کے قرارداد میں ایک شرط تھی کہ جائیداد کو تمام رکاوٹوں سے پاک فروخت کیا جائے گا۔ [A-780]

سی بی گوم بنام یونین آف انڈیا اور دیگران [1983] 1 ایس سی سی 78، وضاحت اور پیروی کی گئی

2.1-سی بی گوم میں آئینی بیچ نے اس بات پر غور کیا کہ آیا مرکزی حکومت میں شامل ہونے سے ماہانہ کرایہ داری متاثر ہوگی، اور فیصلہ دیا کہ اس طرح کے کرایہ داری مرکزی حکومت کی طرف سے دفعہ 269 یو ڈی (1) کے تحت خریداری کے حکم پر بھی جاری رہیں گے، لیکن ایسے کرایہ دار کرایہ داری کے تحفظ کے قوانین کے تحت کرایہ داروں کو دیئے گئے تحفظ سے محروم ہو جائیں گے کیونکہ ایسے قوانین مرکزی حکومت کی ملکیت والی جائیدادوں پر لاگو نہیں ہوتے ہیں اور مرکزی حکومت ان کے کرایہ داری کو ختم کر سکتی ہے۔ [781-سی-ڈی]

سی بی گوم بنام یونین آف انڈیا اور دیگران [1983] 1 ایس سی سی 78، حوالہ دیا گیا۔

ٹاٹا کنسلٹنگ انجینئرز اور دیگر بنام یونین آف انڈیا اور دیگران (1994) 206 آئی ٹی آر 237، نے منظوری نہیں دی۔

2.2- تاہم، سی بی گوم میں وہ صورتحال جہاں ماہانہ کرایہ داری پر قابو پانے کے قانون سازی کے ذریعے محفوظ ہے، عدالت سامنے نہیں تھی۔ مرکزی حکومت کی ملکیت والی عمارتوں پر ٹی این ایکٹ کے اطلاق سے متعلق سوال پر عدالت عالیہ کو نئے سرے سے غور کرنا چاہیے اور اس لیے یہ معاملہ اسی کے مطابق رٹ پٹیشن کو نمٹانے کے لیے عدالت عالیہ کو بھیجا جاتا ہے [781-H; 782-A-B]۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1995: کی دیوانی اپیل نمبر 1109-

1989 کے ڈبلیو پی نمبر 9946 میں مدراس عدالت عالیہ کے مورخہ 20.1.94 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے جے دیپ گپتا، اجوال بزرگی، راجیش سرپو استوا اور اچچ کے پوری

جواب دہندہ کے لیے بی بی آہو جا اور ایس راجپا اور ایس این ٹرڈول

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

تھامس۔ جسٹس۔ آیا ایک حقیقی قانونی کرایہ دار کو انکم ٹیکس ایکٹ کے باب XX-C میں دفعہ 269 یو ڈی (1) کے تحت خریداری کا حکم دیے جانے کے بعد بھی قبضہ میں رہنے کا حق ہے، (مختصر طور پر ایکٹ)، یہ سوال اس اپیل میں اٹھایا جانا چاہیے۔ اپیل کنندہ کے مطابق مذکورہ سوال کا جواب مثبت ہونا چاہیے۔

حقائق کا ایک مختصر خاکہ:

اپیل کنندہ ایک پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی ہے جو ماؤنٹ روڈ (جسے اب اناسلائی کہا جاتا ہے)، مدراس پر واقع ایک عمارت کی نجی منزل پر کرایہ دار ہے۔ 30.3.1989 پر، عمارت کے مالک نے عمارت کی فروخت کے لیے کسی دوسرے شخص کے ساتھ 26 لاکھ روپے کا قرارداد کیا۔ ایکٹ کے باب XX-C کے تحت تشکیل کردہ مناسب اتھارٹی نے مذکورہ قرارداد کے بارے میں معلوم ہونے پر عمارت کی خریداری کے لیے مذکورہ باب کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کارروائی کا آغاز کیا۔ انہوں نے عمارت کو مرکزی حکومت کے ذریعے اسی قیمت پر خریدنے کا حکم دیا جیسا کہ ایکٹ کی دفعہ 269 یو ڈی (1) کے مطابق قرارداد میں دکھایا گیا ہے۔ اس کے بعد مناسب اتھارٹی نے اپیل کنندہ کو ایک مراسلہ جاری کیا جس میں اسے مطلع کیا گیا کہ یہ عمارت ایکٹ کی دفعہ 269- یو ای (1) کی وجہ سے مرکزی حکومت کے پاس ہے جو 22.6.1989 سے تمام رکاوٹوں سے پاک ہے۔ اپیل کنندہ سے عمارت کا قبضہ حوالے کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ مدراس عدالت عالیہ کے سامنے ایک عرضی درخواست دائر کی گئی تھی جس میں اس مراسلے کو چیلنج کیا گیا تھا جس میں ذیلی ترتیب کی درخواست تھی۔ مدراس عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ نے رٹ پٹیشن کو مسترد کر دیا۔ خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل ڈویژن بینچ کے فیصلے کے خلاف دائر کی گئی ہے۔

ایکٹ کے باب XX-C کے دفعہ 269-UE کے دو ذیلی حصے جو اس اپیل کے لیے متعلقہ ہیں، ذیل میں دیے گئے ہیں :

"269- یو ای مرکزی حکومت میں جائیداد کی ملکیت (1) جہاں دفعہ 269 یو ڈی کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت مناسب اتھارٹی کی طرف سے دفعہ 269- یو ای کی شق (ڈی) کی ذیلی شق (1) میں مذکور غیر منقولہ جائیداد کے سلسلے میں حکم دیا جاتا ہے، ایسی جائیداد، اس طرح کے حکم کی تاریخ پر، مرکزی حکومت میں تمام رکاوٹوں سے پاک ہوگی۔

(2) منتقلی یا کوئی دوسرا شخص جو غیر منقولہ جائیداد کے قبضے میں ہو جس کے سلسلے میں دفعہ 269- یو ڈی کی ذیلی دفعہ (1) کے

تحت حکم دیا گیا ہو، اس پر اس طرح کے حکم کی خدمت کے پندرہ دن کے اندر مناسب اتھارٹی یا اس سلسلے میں مناسب اتھارٹی کے ذریعہ باضابطہ طور پر مجاز کسی دوسرے شخص کو پیش کرے گا یا اس کا قبضہ فراہم کرے گا۔

مدرس عدالت عالیہ کے سامنے اپیل کنندہ دلیل دوہری تھی۔ پہلا یہ ہے کہ جیسا کہ سی بی گوم بنام یونین آف انڈیا دیگر [1983] 1 ایس سی سی 78 میں اس عدالت کی آئینی بیچ نے دفعہ 269- یو ای کے ذیلی دفعہ (1) میں "تمام رکاوٹوں سے پاک" کے بیان محاورہ کو کالعدم قرار دے دیا ہے، جو مرکزی حکومت کے پاس تھا وہ اپیل کنندہ کے لیز ہولڈ کے حق کو متاثر کیے بغیر عمارت کے سابق مالک کا صرف حق ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ عمارت میں اپیل کنندہ کے حق کو تامل ناڈو (لیز اینڈ رینٹ کنٹرول) ایکٹ، 1960 (مختصر طور پر ٹی این ایکٹ) کے ذریعے تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ اور اس طرح اس بذریعے قانونی حق ویسٹنگ کے عمل سے نہیں گزر سکتا۔

مدرس عدالت عالیہ کے دو نفری بیچ نے دونوں دلائل کو مسترد کر دیا۔ فاضل ججوں نے نشاندہی کی کہ منتقلی کرنے والے نے 30.3.1989 کے فروخت کے قرارداد میں (جس کی وجہ سے مناسب اتھارٹی کی طرف سے کارروائی کی گئی) یہ شرط عائد کی ہے کہ احاطے کی منتقلی تمام رکاوٹوں سے پاک ہوگی اور پھر کہا: "جب اس معاملے میں قرارداد تمام رکاوٹوں سے پاک فروخت کا بندوبست کرتا ہے، تو جو جائیداد فروخت کرنے پر اتفاق کیا گیا ہے وہ بھی اس طرح کے رکاوٹوں سے پاک مرکزی حکومت کے پاس ہوگی۔ صرف اس صورت میں جہاں قرارداد یہ فراہم نہیں کرتا ہے کہ وہ فروخت تمام رکاوٹوں سے پاک ہوگی، قبضے میں لیز کا بوجھ رکھنے والا جائیداد کا قبضہ فراہم کرنے کا پابند نہیں ہو سکتا ہے۔ دوسری دلیل کے حوالے سے عدالت عالیہ نے نشاندہی کی کہ بصورت دیگر ٹی این ایکٹ تو ضیعات مرکزی حکومت کی ملکیت والی عمارتوں کے کرایہ داروں کو کوئی تحفظ فراہم نہیں کرتی ہیں۔

اس عدالت کی آئینی بیچ نے ایکٹ کے دفعہ 269- یو ای کے ذیلی دفعہ (1) میں "تمام رکاوٹوں سے پاک" الفاظ کو ختم کر دیا ہے۔ فیصلے کا مادی حصہ ذیل میں اخذ کیا گیا ہے:

"دفعہ 269- یو ای میں ایکسپریس شق کے پیش نظر کہ خریدی گئی جائیداد مرکزی حکومت میں تمام رکاوٹوں سے پاک ہوگی، اس دفعہ کو پڑھنا ممکن نہیں ہے جیسا کہ قابل اٹارنی جنرل نے پیش کیا ہے۔ نتیجے میں، دفعہ 269- یو ای کے ذیلی دفعہ (1) میں تمام رکاوٹوں سے پاک کا بیان محاورہ ختم کر دیا جاتا ہے اور دفعہ 269- یو ای کے ذیلی دفعہ (1) کو تمام رکاوٹوں سے پاک کے بیان محاورہ کے بغیر پڑھا جانا چاہیے جس کے نتیجے میں زیر بحث جائیداد مرکزی حکومت میں اس طرح کے رکاوٹوں اور لیز ہولڈ مفادات کے تابع ہوگی جو اس پر موجود ہیں سوائے ان کے جو فروخت کنندہ کے ذریعے فروخت مکمل ہونے سے پہلے خارج کرنے پر راضی ہیں۔

تاہم، بیچ نے اس فرق کو منظوری دی کہ اگر فروخت کے قرارداد میں اس شرط پر مشتمل ہے کہ جائیداد کو تمام رکاوٹوں یا کچھ رکاوٹوں سے مفت فروخت کیا جائے گا تو مرکزی حکومت کو اس طرح کی رکاوٹوں سے آزاد کیا جائے گا۔ فیصلے میں درج ذیل اقتباس اس موقف کو واضح کرتا ہے:

"جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ جہاں فروخت کے قرارداد میں کہا گیا ہے کہ جائیداد کو تمام رکاوٹوں یا لیز ہولڈ حقوق سے پاک

فروخت کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے، مذکورہ باب میں دفعہ 269- یو ڈی (1) کے تحت ایسی جائیداد کی خریداری کے حکم کے نتیجے میں مذکورہ جائیداد مرکزی حکومت میں اس طرح کے محصولات یا لیز ہولڈ مفادات سے پاک ہوگی۔ ایسی صورت میں محصولات اور لیز ہولڈ سود کے حاملین کو جائیداد کے مالک کو خریداری کی قیمت کے طور پر دی گئی رقم سے اپنا معاوضہ حاصل کرنا ہوگا۔ یہ ایک منصفانہ تعمیر معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس طرح کے معاملے میں واضح غور و فکر میں اس طرح کے لیز ہولڈ کے مفادات یا رکاوٹوں کی قیمت شامل ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔"

ہمارے سامنے یہ متنازعہ نہیں تھا کہ سابقہ مالک کی طرف سے زیر بحث جائیداد کے حوالے سے فروخت کے قرارداد میں ایک شرط تھی کہ جائیداد کو تمام رکاوٹوں سے پاک فروخت کیا جائے گا۔ تاہم، فاضل وکیل نے ٹاٹا کنسلٹنگ انجینئرز اور ایک اور بنام یونین آف بھارت اور دیگر (1994) 206 آئی ٹی آر 237 میں کرناٹک عدالت عالیہ کے فیصلے سے اس دلیل کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی، جس میں یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ "عدالت عظمیٰ نے خاص طور پر اس معاملے پر غور نہیں کیا جہاں اس حقیقت کو نظر انداز یا دبا جائے کہ احاطہ ماہانہ کرایہ دار کے قبضے میں تھا جو خالی کرنے پر راضی نہیں تھا، فروخت کا قرارداد، اس طرح کے کرایہ داری کا حوالہ دیے بغیر، فروخت کے وقت خالی قبضے کی فراہمی کے لیے فراہم کیا گیا تھا۔ باب C-XX اس معاملے کے لیے بھی فراہم نہیں کرتا ہے جہاں فروخت کے قرارداد میں ملکیت کے بارے میں غلط معلومات موجود ہوں، جو کہ خالی قبضہ فراہم کرنے پر راضی ہے حالانکہ خالی قبضہ اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے فراہم نہیں کیا جاسکا کہ احاطہ ایک حقیقی کرایہ دار کے قبضے میں تھا۔ کرناٹک عدالت عالیہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ "اوپر بیان کردہ حقائق اور حالات پر، جہاں تک کرایہ دار کا تعلق ہے، خالی قبضے کی فراہمی کے لیے فراہم کردہ فروخت کے قرارداد کی مدت کو پڑھا جانا چاہیے۔ صرف احاطے کے بقیہ حصوں کے خالی قبضے کی فراہمی کے طور پر۔"

کرناٹک عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج کا مذکورہ نظریہ سی بی گوتم (اوپر) میں اس عدالت استدلال سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ اس عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ موقف واضح طور پر بیان کیا ہے :

"ذمہ داریوں اور لیز ہولڈ مفادات کے ہولڈرز جو اس طریقے سے تباہ کیے جائیں گے، ان کو دلچسپی رکھنے والے افراد کہا جاسکتا ہے جیسا کہ دفعہ 269- یو اے کے ذیلی دفعہ (2) کی شق (ای) میں غور کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں، ہم دفعہ 269- یو ای کے ذیلی دفعہ (5) کا حوالہ دے سکتے ہیں جو یہ اعلان کرتا ہے کہ مذکورہ دفعہ میں کچھ بھی جو مرکزی حکومت میں جائیداد کی حوالگی سے متعلق ہے، منتقلی کرنے والے یا کسی دوسرے شخص (مرکزی حکومت نہ ہونے کے ناطے) کو جائیداد پر کسی بھی رکاوٹ کے سلسلے میں ذمہ داری سے فارغ کرنے کے لیے کام نہیں کرے گا اور فی الحال نافذ کسی دوسرے قانون میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود، ایسی ذمہ داری منتقلی کرنے والے یا ایسے دوسرے شخص کے خلاف نافذ کی جاسکتی ہے۔ اس شق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جس صورت میں ہم نے صرف واجب الادا ہولڈر کا حوالہ دیا ہے یا لیز ہولڈ کے حقوق کا حامل مرکزی حکومت کی طرف سے دفعہ 269- یو ڈی کے تحت حاصل کردہ غیر منقولہ جائیداد کے مالک کو خریداری کی قیمت کی وجہ سے ادا کی گئی رقم میں سے اپنے واجب الادا یا لیز ہولڈ سود کی مناسب قیمت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔"

اس تناظر میں ہم اس بات کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں کہ سی بی گوتم (اوپر) میں آئینی بیچ نے اس بات پر غور کیا کہ کیا مرکزی حکومت میں اس طرح کی ملکیت ماہانہ کرایہ داری کو متاثر کرے گی۔ اس پہلو کے حوالے سے درج ذیل مشاہدہ کیا گیا ہے :

"جہاں تک ماہانہ کرایہ داریوں کا تعلق ہے، وہ کوئی دشواری پیدا نہیں کرتے کیونکہ ماہانہ کرایہ داری بھی قانونی طور پر کرایہ داری ہوتے ہیں حالانکہ ان کا حق بہت محدود ہوتا ہے۔ اگر فروخت کا قرارداد خالی قبضہ فراہم کرتا ہے یا ماہانہ کرایہ داریوں کا تعین کرتا ہے تو اس طرح کے کرایہ دار مرکزی حکومت کے ذریعہ دفعہ 269-یو ڈی (1) کے تحت متعلقہ مناسب اتھارٹی کے ذریعہ خریداری کے حکم پر بھی جاری رہیں گے لیکن ایسے کرایہ دار کرایہ دار تحفظ کے قوانین کے تحت کرایہ داروں کو دیا گیا تحفظ کھودیں گے کیونکہ ایسے قوانین مرکزی حکومت کی ملکیت والی جائیدادوں پر لاگو نہیں ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں مرکزی حکومت ان کے کرایہ داریوں کو ختم کر سکتی ہے۔"

(زور دیا گیا)

تاہم، اپیل کنندہ کے قابل وکیل نے دلیل دی کہ ٹی این ایکٹ مرکزی حکومت کی ملکیت والی عمارتوں پر بھی لاگو ہوتا ہے اور اس لیے مذکورہ مشاہدہ مذکورہ ایکٹ کے ذریعہ محفوظ کرایہ داری کے حقوق پر لاگو نہیں ہو سکتا۔ ہم نے اس بات پر اتفاق کیا کہ آئینی بیج نے اس صورت حال پر غور نہیں کیا ہے کہ ماہانہ کرایہ داری کرایہ پر قابو پانے کے قانون سازی کے ذریعہ محفوظ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دانشور ججوں نے متنازعہ فیصلے میں قابل ہے کہ "اس طرح کے قانونی کرایہ داری کے حقوق کے سلسلے میں کوئی تحفظ دستیاب نہیں ہے، کیونکہ کرایہ پر قابو پانے کے قوانین مرکزی حکومت کی ملکیت والی جائیدادوں پر لاگو نہیں ہوتے ہیں اور اس طرح کے کرایہ داریوں کو حکومت ختم کر سکتی ہے۔"

اعتراف شدہ فیصلے میں مذکورہ بالا نتیجے کو بھی اس اپیل میں چیلنج کیا گیا ہے۔ قابل وکیل نے دعویٰ کیا کہ اگرچہ ٹی این ایکٹ سرکاری عمارتوں کو اس کے دائرہ کار سے خارج کرتا ہے لیکن اس طرح کا اخراج ریاستی حکومت کی ملکیت والی عمارتوں تک محدود ہے کیونکہ ٹی این ایکٹ میں لفظ "حکومت" کی تعریف موجود ہے جس کا مطلب "ریاستی حکومت" ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ مرکزی حکومت کی ملکیت والی عمارتوں پر ٹی این ایکٹ کے اطلاق سے متعلق سوال پر عدالت عالیہ کو مذکورہ دلیل کے پیش نظر نئے سرے سے غور کرنا چاہیے۔ لہذا ہم زیر چیلنج فیصلے کو منسوخ کرتے رہیں ہیں اور مذکورہ بالا مشاہدات کی روشنی میں ان عرضی درخواستوں کو نئے سرے سے نمٹانے کے لیے اس کیس کو عدالت عالیہ کو بھیج دیتے ہیں۔

جی۔ این۔

اپیل نمٹا دی گئی۔

